السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

طلبہ کی ایک جماعت کے سامنے قرات کرتے ہوئے یہ حدیث گزری کہ ''ایک اعرابی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں اسے باندھوں یا توکل کروں تو آپ نے فرمایا کہ اپنی اونٹنی کو باندھ دو اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔'' تو کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ حدیث تو ثابت ہی نہیں ہے۔ امید ہے آپ راہنمائی فرمائیں گے کیا یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

امام ترمذی نے اپنی ''سنن'' میں بطریق حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اسے باندھوں اور توکل کروں یا کھلا چھوڑ دوں اور توکل کروں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ» جامع الترمذي صفة القيامة باب حديث اقلها وتوكل حديث: 2517»

''اسے باندھ دو اور توکل کرو۔''

اسے ذکر کرنے کے بعد امام ترمذی نے امام یحییٰ بن سعید قطان کا یہ قول لکھا ہے کہ میرے نزدیک یہ حدیث منکر ہے۔ پھر امام ترمذی نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ حدیث بسند انس غریب ہے اور ہم اسے اسی سند ہی سے پہچانتے ہیں۔ نیز اسے عمرو بن امیہ ضمری نے بھی نبی ﷺ سے اس طرح روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے جس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے اسے حافظ ہیثمی رحمہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''مجمع الزوائد ومنبع الفوائد'' کی دسویں جلد میں ''باب قیدھا وتوکل'' کے تحت اسی طرح درج کیا ہے کہ عمرو بن امیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں اپنی سواری کو کھلا چھوڑ دوں اور توکل کروں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا:

(بل قيدها وتوكل» مجمع الزوائد: 291/10 والمستدرك على الصحيحين للحاكم: 123/3 واللفظ له»

''بلکہ نہیں اسے باندھ دو اور توکل کرو۔''

اسے امام طبرانی نے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے، ان میں سے ایک میں عمرو بن عبداللہ بن امیہ ضمری ہے اور اسے میں نہیں جانتا، اس کے علاوہ اس کے باقی رجال ثقہ ہیں۔ حافظ ہیثمی نے دسویں جلد میں (باب التوکل، وقیدھا وتوکل) میں یہ حدیث بھی ذکر کی ہے کہ عمرو بن امیہ ضمری سے روایت ہے کہ اس نے کہا، یا رسول اللہ! میں اپنی سواری کو کھلا چھوڑ دوں اور توکل کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(بل قيدها وتوكل» مجمع الزوائد: 291/10 والمستدرك على الصحيحين للحاكم: 123/3 واللفظ له»

''بلکہ نہیں اسے باندھ دو اور توکل کرو۔''

طبرانی نے اسے کئی سندوں سے روایت کیا ہے: ''ان میں سے ایک سند کے رجال صحیح کے رجال ہیں، سوائے یعقوب بن عبداللہ بن عمرو بن امیہ کے اور وہ ثقہ ہیں۔'' علامہ سیوطی رحمہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الجامع الصغیر'' کے حرف ہمزہ میں ترمذی کی روایت کو ذکر کرکے اس پر ضعف کی علامت لگائی ہے۔

خلاصۂ قول یہ ہے کہ اس حدیث میں کلام ہے مگر اس کے معنی صحیح ہیں کیونکہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ سے اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی پر توکل کے ساتھ ساتھ اسباب اختیار کرنے کی ترغیب ثابت ہے۔ جو شخص محض اسباب پر اعتماد کرے اور اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی پر توکل نہ کرے تو وہ مشرک ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرے مگر اسباب اور وسائل کو اختیار نہ کرے تو وہ جاہل، کوتاہی کرنے والا اور خطا کار ہے جب کہ شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ ان دونوں باتوں کو اختیار کیا جائے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اسلامیہ

ج4ص157